ولایت نکاح سے متعلق پاکستان کی اعلی عدالتوں کے فیصلے: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Decisions of Pakistan's Apex Courts on *Wilayāh al-Nikāh*: An Analytical Study in the Light of Islamic Law

Sohail Farooq

Doctoral Candidate Islamic Studies, Moh-ud-Din Islamic University Nerian Sharif, AJ&K

Dr. Hafiz Muhammad Khan

Associate Professor of Islamic Studies, Moh-ud-Din Islamic University Nerian Sharif, AJ&K

Abstract

Since the four school of thoughts came into existence, a little bit conflict appeared between their thinking on the basis of arguments due to follow one particular "Imam" of the Muslims are all over the world facing problem due to opinion they adopted in the books of fiqh. Three of them agreed on the point that no marriage is allowed without consent of father of a girl but Imam Abu Hanifa is on the other side has opposite opinion that the girl consent must be considered. This is the main facts between Judgement in different way. In this article Islamic point of views and the court decisions have been presented as comparative deep study of Islamic law. A number of fruitful conclusions can be derived from this research to save ourselves from negative differences and conflicts. When somebody report something or matters about others, we should investigate first then we should take action. Natural type of difference in opinions are unavoidable phenomenon so it should be on the basis of authentic proves and positivity. Differences between Imam are not personal but they are all have arguments, knowledge of Quran and Sunnah and proves. This article will open new ways to understand the marriage with or without consent of Wali and the various arguments.

Keywords: Marriage, Courts, Nikah, Wali, Shariah, Consent

تمہید

خاندان کی بنیاد میں زوج، زوجہ اور ان کے بچوں پر مشتمل ہے اور خاندان کی بقا کے لیے مرد و عورت کا باہمی تعلق ضروری ہے۔ اس تعلق کے لیے تقریباً تمام مذاہب نے مرد و زن کے درمیان شادی کے بندھن یعنی نکاح کو لازمی قرار دیا ہے، تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ نکاح یا شادی بیاہ کا یہ ازدواجی تعلق اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان قدیم ہے۔ نسل انسانی کا پہلا شخص بھی ازدواجی تعلق سے سرشار تھا۔ شادی بیاہ کا یہ تعلق تقریباً دنیا کی تمام تہذیبوں میں کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے۔ مرد و عورت کا یہ رشتہ حضرت آدم اور حضرت حوا کے ملاپ سے شروع ہوا اور ہر زمانے اور تہذیب میں مختلف طریقوں سے رائج رہا۔ کسی بھی شریعت میں ہمیں یہ نہیں ملے گا کہ نکاح کے بغیر اس نبی کی نبوت و رسالت مکمل تھی، قران مجید بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً۔[1] "ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔" بقول سید ابو الاعلی مودودی نکاح انسانی تمدن میں سب سے مقدم اور اہم مسئلہ ہے اور آج تک کے حکماء و عقلاء پریشان و سرگرداں رہتے ہیں کہ اجتماعی زندگی میں عورت و مرد کا تعلق کس طرح قائم کیا جائے کیونکہ یہی تعلق دراصل تمدن کا سنگ بنیاد ہے اور تکمیل انسانیت کے لیے شادی کی ضرورت ہر قوم اور ہر زمانہ میں اہم رہی ہے۔[2] چنانچہ اس انداز سے مضبوط اور مربوط خاندانی نظام تشکیل پاتا ہے جس سے معاشرے اور اقوام و ملل وجود میں آتی ہیں، جس طرح انسان لباس کے ذریعے اپنے جسم کو ڈھانپتا ہے، اسی طرح قرآن کریم نے زوجین یعنی میاں بیوی کو بھی ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔[3] "وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔" ازدواجی تعلق کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ابو ریحان البیرونی لکھتے ہیں: "کوئی قوم ازواج کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس سے شہوانیت، جس کو ہر مہذب ذہن برا سمجھتا ہے بے لگام ہونے سے رک جاتی ہے اور ان وجوہات کا انسداد ہو جاتا ہے جو حیوانات کو ایسا مشتعل کر دیتے ہیں جن سے ان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر آپ ان جانوروں پر غور کریں جو جوڑے کی شکل میں رہتے ہیں اور دیکھیں کہ اس جوڑے کا ہر فرد کس طرح دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ اور جوڑا بن کر رہنے کی وجہ سے کہ کس طرح دوسرے جانوروں کی شہوت سے محفوظ رہتے ہیں تو آپ بلا تامل یہ کہہ اٹھیں گے کہ ازواج ایک ضروری ادارہ ہے اور زنا ایک شرمناک عمل ہے جو انسان کو جانوروں سے بھی نیچے گرا دیتا ہے حالانکہ حیوانات کا درجہ انسان سے بہت نیچے ہے۔"[4] مولانا مجاہد الاسلام نکاح کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "نکاح مرد و عورت کے درمیان شرعی اصولوں پر کیا گیا معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق جائز اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب شرعاً ثابت ہو جاتا ہے اور باہم حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں۔"[5] نکاح کے ذریعے صرف ایک مرد و عورت کو ایک بندھن میں نہیں باندھ دیا جاتا بلکہ اس سے دو خاندانوں کی وابستگی وجود میں آتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نکاح کے ذریعے مرد و عورت ایک دوسرے کے قریب نہیں آتے، بلکہ دو خاندان ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں، پھر زوجین کے اس تعلق و اہمیت کا اس وقت اضافہ ہوتا ہے جب ان کے مابین نااتفاقی اور ناچاکی رونما ہو جائے تو پورا خاندان مضطرب اور پریشان دکھائی دیتا ہے، اسی خوبصورت بندھن کے جڑنے سے خاندان جڑتے ہیں اور اسی کے ٹوٹ جانے سے خاندان ٹوٹ جاتے ہیں۔ مولانا سید انظر شاہ "نکاح اور اسلام" کے مقدمہ میں اپنے خیالات کا اظہار کچھ اس انداز سے کرتے ہیں: شادی کیا ہے؟ نئی زندگی کا آغاز، مستقبل کے دروازہ پر دستک، نئے مکان کی تعمیر، جہان نو کی بنیاد، خوشگوار خواب، تعبیر صفائی و ستھرائی یا بھیانک و وحشت انگیز۔ اب یہ خدا کے حوالہ کیجئے کہ

توقعات کی تکمیل ہو یا حسرتوں کا جنازہ بر دوش۔ معاشقہ کے نتیجہ میں بیشتر انتخاب ناکام، والدین اور بڑوں کا من پسند بہر حال ہیں۔ خیر، جوانی جنون کا شعبہ ہے، مجنون کی حرکات لایعنی اور فرہادی انداز سراسر بیہودہ۔ اس لیے تجربہ شاہد ہے کہ اس دور جنون و بے عقلی میں کوئی قدم ایسا نہیں اٹھنا چاہیے کہ وقتی لذت پھر عمر بھر کا رونا، خاندانوں کا بلاشبہ اثر ہوتا ہے، شریف زادی بہترین رفیق حیات، دین سے آگہی ہو تو سونے پر سہاگہ، ساقط الاعتبار لڑکیاں جنون، روگ اور بدترین شریک زندگی، پھر اسلام میں نکاح کوئی تمدنی تقاضا نہیں نہ معاشرہ کا کوئی ایسا مطالبہ ہے جسے ہر صورت پورا کرنا ہو، خانگی ضرورت بھی نہیں جس کی تکمیل لابدی ہے، عائلی زندگی کی ناگزیر منزل بھی نہیں جس پر پہنچنا مجبوری کا سفر ہو بلکہ اسلام نے تمام شعبہ جات کی طرح اپنے پیروکاروں کے لیے اسے عبادت قرار دیا، مقدس رشتہ پاکیزہ بندھن بتایا، کون سی عبادت ہے جس کی شرائط نہیں، کون سا شعبہ ہے جس کا حدود اربعہ نہیں، کون سا گوشہ ہے جس میں ہدایات نہیں، کون سا رخ ہے جس میں شرعی قوانین کی تابانی نہیں۔[6] یہ ایک عبادت ہے جس کیلئے لوگوں کو گواہ بنانا بھی ضروری ہے، گواہوں کے بغیر کیے جانے والے خفیہ نکاح کو نکاح تسلیم ہی نہیں کیا گیا، بلکہ اسے گناہ کے زمرے میں شامل کر دیا گیا ہے، جبکہ دوسری عبادات کے لئے گواہوں کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ نفلی عبادات میں تو پوشیدگی کو افضل قرار دیا گیا ہے، پھر اس کیلئے لزوم مہر تقدیم خطبہ اور لڑکے لڑکی کا جوڑ تلاش کرنا وہ چیزیں ہیں جو نکاح کو دوسری عبادات سے ممتاز کرتی ہیں۔ امام غزالی کی یہ بات نہایت عمدہ، معنی خیز اور معاشرے کی صورت حال کی صحیح عکاس ہے کہ جس معاشرے میں نکاح کرنا آسان ہوتا ہے، وہاں گناہ کرنا مشکل ہوتا ہے اور جس معاشرے میں نکاح کرنا مشکل ہو جاتا ہے، وہاں بدکاری اور گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔[7]

پاکستان میں سب سے پہلے شریعت کورٹ نے محمد امتیاز بنام عذرا پروین 1981ء میں جو فیصلہ دیا وہ فیصلہ یہ تھا کہ جوان عورت کو ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد بس یہی روش چل پڑی اور آخر میں حافظ عبدالوحید بنام عاصمہ جہانگیر کا فیصلہ سپریم کورٹ سے آیا اور اس میں بھی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کو درست کہا گیا۔ یہ فیصلہ 1997ء میں ہوا اور تاحال عدالتیں یہی فیصلہ کرتی چلی آتی ہیں۔ لیکن یہ فیصلہ قرآن اور حدیث کے بہت سے متون کے خلاف اور قیاس پر مبنی تھا۔ اس تناظر میں زیر نظر مضمون میں ولایت نکاح کے حوالے سے پاکستان کی اعلی عدالتوں کے فیصلوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ولی کی لغوی تعریفیں: ولی المرآة: الذي يلي عقد النكاح عليها۔[8] "ایسا مرد جو عورت کے نکاح کا ذمہ دار ہو۔ وکل من ولی امر الاخر فهو وليه۔"[9] "ہر وہ شخص جو اپنا کام دوسرے کے سپرد کرے تو وہ اس کا ولی ہے: الولی هو العصبة[10] ولی وہ ہے جو اپنے مولی علیہ کی جائیداد کو وارث ہو: الولی الذي العاقل البالغ الوارث۔[11] ولی وہ ہے جو عاقل ہو، بالغ ہو اور وارث ہو۔ الولی العصبةبترتيب الوارث۔[12] ولی وہ ہے جو عصبہ ہو اور وراثت کی ترتیب کے اعتبار سے حقدار ہو۔ الولی هو صاحب الاختيار فی تزويج النساء والايامىٰ الى الاولياء۔ [13]

قرآن میں لفظ اہل کا ثبوت: فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔[14] اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ۔[15] وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ۔[16] وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ۔[17] اِنَّ اللہَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا۔[18] فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ۔[19]

حدیث میں لفظ اہل کا ثبوت: ایما عبد تزوج بغیر اذن موالیه واهلها فهو عاهر۔[20] جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے۔ عن مالک انه بلغ عن سعید ابن مسیب انه قال عمر ابن خطاب لا تنکح المرآة الا باذن ولیها او زي الراي من اهلها۔[21] حضرت امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعید بن مصیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ کوئی عورت ولی کی اجازت یا خاندان کے صاحب اختیار کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی حضرت حفصہ جو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابو بکر کی بیٹی تھیں ان کا والد شام کے سفر پر گیا تھا اور والد کے لیے اھل کا لفظ حدیث میں بولا گیا ہے " وکان اهلها غائباً الی الشام۔"[22] عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ دینار انفقته علی اهلک اعظمها اجر الذي انفقته علی اهلک۔[23]

صحت نکاح کے لیے ولی کی موجودگی

جمہور کے نزدیک نکاح کی صحت کے لیے ولی کا موجود ہونا لازمی شرط ہے، پس نکاح ایسے ولی کے بغیر منعقد نہیں ہوتا جس کو نکاح کا اختیار حاصل ہو، چاہے عورت کنواری ہو یا شوہر دیدہ، چھوٹی عمر کی ہو یا بڑی، حتی کہ اگر عورت کو اس کے ولی نے نکاح کرنے کی اجازت دے دی ہو تب بھی وہ خود یا کسی کی نیابت و وکالت کے ذریعے نکاح کرنے کا اختیار نہیں رکھتی، خواہ وہ نکاح اپنے کفو میں کرے یا غیر کفو میں، لہٰذا ولی کے بغیر نکاح باطل اور ہر حالت میں قابل فسخ ہوگا، تعلق زن وشوئی قائم ہونے سے پہلے ہو یا بعد میں، یہ مالکیہ[24] شافعیہ[25]، حنبلیہ[26] اور ظاہریہ[27] وغیرہ[28] کا مسلک ہے۔ ابن منذر کہتے ہیں: حضرات عمر، علی، ابن مسعود، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنھم سے یہی قول مروی ہے، اسی طرح سعید بن مسیب، حسن بصری، عمر بن عبد العزیز، جابر بن زید، ثوری، ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، ابن مبارک، شافعی، عبید اللہ بن الحسن عنبری، احمد، اسحاق، اور ابو عبید رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔[29] ابن عبد البر کہتے ہیں: "عورت خود اپنے یا کسی دوسری عورت کے عقد نکاح میں ولی نہیں بن سکتی، خواہ وہ معزز خاندان کی ہو یا کمتر خاندان کی، اس کے ولی نے اسے اجازت دے رکھی ہو یا نہیں، ایسا عقد نکاح ہر صورت میں فسخ کیا جائے گا، خواہ مباشرت سے پہلے یا بعد، دونوں صورتوں میں۔"[30] امام شافعی کہتے ہیں: "جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح نہیں ہوا۔"[31] ابن قدامہ کہتے ہیں: "نکاح صرف ولی کے ذریعے ہی صحیح ہوتا ہے، عورت اپنا یا کسی دوسری عورت کا نکاح نہیں کر سکتی اور نہ ہی ولی کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا نکاح کرانے میں وکیل بنا سکتی ہے، اگر وہ ایسا کرے تو نکاح درست نہیں ہو گا۔"[32] حنفی فقہاء اس بارے میں جمہور سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ وہ عقد نکاح میں ولایت کے ضروری ہونے کی شرط کے قائل نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر عورت ولی کے بغیر اپنا نکاح خود کرے تو اس کا نکاح صحیح ہو گا، البتہ ایسا کرنا استحباب کے خلاف ہے، اسی طرح اسے اپنا نکاح کرنے یا دوسری عورت کا نکاح کرنے کی ولایت حاصل ہے، خواہ وہ باکرہ (کنواری) ہو یا ثیبہ (شوہر دیدہ، یعنی اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی ہو یا فوت ہو گیا ہو)، البتہ اس کا عاقلہ اور بالغہ ہونا ضروری ہے۔[33] مرغینانی کہتے ہیں: "ظاہر الروایہ کے مطابق، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک آزاد، عاقل و بالغ عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جاتا ہے، اگرچہ اس عقد نکاح میں ولی کا عمل دخل نہ ہو، خواہ وہ عورت باکرہ (کنواری ہو یا ثیبہ (شوہر دیدہ)۔"[34]

جمہور کے دلائل

جمہور نے عقد نکاح میں ولایت کے شرط ہونے کے لیے کتاب وسنت اور عقلی دلائل سے استدلال کیا ہے۔ ان کے اہم دلائل درج ذیل ہیں:

کتاب اللہ سے استدلال

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ [35](تم میں سے جو لوگ غیر شادی شدہ ہوں، اور تمہارے غلاموں لونڈی میں سے جو صالح ہوں، ان کے نکاح کر دو)۔

وجہ استدلال: آیت کریمہ کے مخاطب نکاح کے سرپرست حضرات ہیں، خاوند مخاطب نہیں، کیونکہ اگر خاوند مخاطب ہوتا تو آیت کریمہ میں وانکحوا (ہمزہ قطعی کے بغیر) ہوتا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عقد نکاح کا حق ولی کے پاس ہے اور عورت کو ولی کے بغیر نکاح کرنے کا اختیار نہیں۔[36] اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۔[37](تم اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں)۔

وجہ استدلال: اللہ تعالی نے یہاں مردوں کو نکاح کرانے کے الفاظ سے خطاب فرمایا ہے اور اس معاملے میں عورتوں سے خطاب نہیں فرمایا، تو گویا اللہ تعالی نے فرمایا: اے سرپرستو، اپنی زیر سرپرستی عورتوں کو مشرکین کے نکاح میں مت دو۔ [38] آیت اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ولی کے بغیر نکاح ہوتا ہی نہیں۔[39]

اس آیت میں بھی مخاطب سرپرست ہی ہیں، جیسا کہ گزشتہ آیت میں تھا اور یہ اس طرح کہ ان کو مشرکین کے ایمان لانے تک ان کے ساتھ اپنی لڑکیوں کا نکاح کرانے سے منع کیا گیا ہے اور کسی کام سے روکنے کا خطاب اس شخص کو نہیں ہوتا جو اس کام کو کرنے کا اختیار ہی نہیں رکھتا۔ اسی طرح اس آیت سے معلوم ہوا کہ نکاح کرانے کا اختیار صرف اولیا (سرپرستوں) کو حاصل ہے، اگر یہ نہ مانا جائے تو سرپرستوں کی طرف خطاب کی کوئی توجیہ بالکل درست نہیں ہو سکتی، مزید برآں ایسی ہدایت لاحاصل بھی ہوگی۔[40]

استدلال پر بحث

معترضین کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اس آیت میں دونوں احتمالات کی گنجائش موجود ہے کہ خطاب اولی الامر (حکمرانوں) کو بھی ہو سکتا ہے اور اولیا کو بھی،[41] لہذا نکاح میں ولی کی شرط اس آیت سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ظاہری طور پر آیت میں خطاب سرپرستوں کو کیا گیا ہے، ان کی عدم موجودگی میں یا ان کی طرف سے رکاوٹ ڈالنے کی صورت میں حکام کو بھی سرپرست کا درجہ حاصل ہوتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: السلطان ولي من لا ولي له (حاکم وقت اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو)[42] تو معترضین کا یہ کہنا کہ اس میں ولی اور حاکم دونوں مراد لینے کی گنجائش ہے، ساقط ہو گیا۔[43] اللہ سبحانہ و تعالی کا ارشاد ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ[44](جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں، تو پھر اس میں رکاوٹ نہ بنو کہ وہ اپنے پہلے شوہروں سے نکاح کر لیں)۔

وجہ استدلال

اللہ تعالی کے اس ارشاد فلا تعضلو ھن میں خطاب سرپرستوں سے ہے، جس میں اللہ تعالی نے عورت کو اپنی پسند کے آدمی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرما دیا، یہ اس حکم کی قطعی دلیل ہے کہ عورت کو عقد نکاح کا حق حاصل نہیں، اور یہ اختیار سرپرست کو ہے، کیونکہ اگر سرپرستوں کو یہ حق حاصل نہ ہوتا تو ان کو عضل (منع کرنے) سے روکا نہ جاتا۔ اس کی تائید آیت کے شان نزول سے بھی ہوتی ہے، یہ آیت معقل بن یسار کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کی بہن کو خاوند نے طلاق دے دی،

تو عدت گزارنے کے بعد اس نے نکاح کرنا چاہا، معقل نے اپنی بہن کو منع کر دیا،[45] اس پر آیت نازل ہوئی تو معقل نے اس کا نکاح کر دیا، اگر نکاح کرنا ان کی بہن کے اختیار میں ہوتا تو اسے اپنے بھائی کی ضرورت نہ ہوتی، اس حکم میں ثیبہ اور باکرہ دونوں داخل ہیں۔[46]

اعتراض: یہاں خطاب شوہروں کو ہے سرپرستوں کو نہیں، کیونکہ آیت کی ابتدا (وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ) میں خطاب شوہروں سے ہے، یعنی وہ عدت گزارنے کے بعد انہیں رجوع کی صورت میں نکاح کرنے سے نہ روکیں۔[47]

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگر کہا جائے کہ یہاں خطاب خاوندوں سے ہے تو معنی صحیح نہیں بنے گا، کیونکہ خاوند کا منع کرنا عدت سے پہلے ہو گا یا بعد میں؟ اگر عدت گزرنے سے پہلے ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے عورت کو اپنی پسند کے شخص کے ساتھ نکاح سے روکا ہے، کیونکہ عدت گزرنے سے پہلے عورت کا نکاح کرنا حرام ہے اور جب خاوند نے اس سے رجوع کر لیا تو گویا اس خاوند نے اپنے آپ سے اس عورت کو ظاہر کرنے سے منع نہیں کیا۔ اگر منع عدت گزرنے کے بعد کیا ہو تو یہ خاوند کی طرف سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ اب اسے یہ اختیار حاصل ہی نہیں رہا کہ وہ اسے پسند کے نکاح سے منع کرے، لہذا اس کے علاوہ کوئی صورت باقی نہیں رہتی کہ خطاب صرف سرپرستوں کو ہو۔[48]

سنت سے دلائل

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی وہ حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا نكاح إلا بولي"[49] (ولی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا)۔ حدیث میں نفی سے مراد نکاح کی شرعی حقیقت سے نفی ہے، گویا معنی یہ ہوا: لا نكاح شرعي إلا بولي،[50] یعنی شرعی نکاح ولی کے بغیر نہیں ہوتا، جب شرط موجود نہ رہے تو صحت بھی ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ کوئی چیز اس شرط کے بغیر درست نہیں ہو سکتی جس پر وہ چیز موقوف ہو، اور جب اس پر موقوف کرنے کی کوئی وجہ بھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد: لا نکاح میں جو نفی کی گئی ہے وہ نکاح پر واقع ہوئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایسا نکاح درست نہیں ہو گا جو ولی کے بغیر ہو، کیونکہ صحت کی نفی کسی شے کی ذات کی نفی سے قریب تر ہے، یعنی لا نکاح میں لا نفی ذات کے لیے لفظ نکاح سے پہلے آیا ہے تو ولی کی شرط پوری کیے بغیر نکاح بالکل معدوم ہو گا۔ اس طرح اس حدیث مبارکہ میں عقد نکاح میں ولی کی شرط پر واضح دلیل موجود ہے۔ اور یہ حدیث مطلق ہے جس میں نابالغہ اور بالغہ، کنواری اور شوہر دیدہ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔[51]

ام المومنین حضرت عائشہ کی حدیث جس میں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔ ایسے نکاح کے بعد اگر خاوند نے اس کے ساتھ ہم بستری کی تو عورت کے لیے مہر مثل ہو گا، اگر ان میں اختلاف ہو تو حاکم وقت اس کا سرپرست ہو گا جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔"[52] ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: ہر وہ عورت جس کا نکاح اس کے ولی نے نہ کرایا ہو اس کا نکاح باطل ہے۔[53]

وجہ استدلال: حدیث مبارکہ عورت کے اس نکاح کے باطل ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے جس کا انعقاد ولی کی اجازت کے بغیر ہوا ہو۔

وجہ استدلال: حدیث مبارکہ عورت کے اس نکاح کے باطل ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے جس کا انعقاد ولی کی اجازت کے بغیر ہوا ہو، اسی طرح اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عورت اپنے آپ کی ولی نہیں ہو سکتی، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ہر

عورت کے نکاح کے لیے ولی کا ہونا بنیادی شرط ہے، چاہے وہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ، معزز خاندان کی ہو یا کم تر خاندان کی، کیونکہ حدیث کے الفاظ عام ہیں۔[54]

آثار صحابہ سے دلائل

حضرت عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے ایسی عورت کا نکاح رد (باطل) کر دیا جس نے سرپرست کے بغیر خود نکاح کیا تھا۔[55] محمد بن سیرین، حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: "یہ بات معروف تھی کہ جو عورت اپنا نکاح خود کسی سے کر لے تو وہ زانیہ ہے۔"[56] اس طرح کی اور متعدد روایات موجود ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ صحابہ کرام سے قولی اور عملی طور پر ثابت ہے کہ عورتوں کا نکاح ان کے سرپرست ہی کر سکتے ہیں، بغیر سرپرست کے کوئی بھی نکاح نہیں کرا سکتا، یہاں تک کہ ابن منذر نے ولی کے بغیر نکاح کے درست نہ ہونے کے بارے میں صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔[57]

عقلی دلائل

جمہور نے عقلی دلائل سے بھی استدلال کیا ہے اور وہ یوں کہ نکاح کے مقاصد میں زوجین کے درمیان طبعی راحت، سکون، استحکام، محبت و الفت، اولاد کا حصول، ان کی تربیت اور حفاظت کرنا شامل ہے، اسی طرح خاندان کو باہم مربوط رکھنے والے یہ متوقع مقاصد، شریک حیات بنائے جانے والے شخص کے بارے میں غور و فکر، گہری سوچ و بچار اور غور و فکر پر موقوف ہوتے ہیں اور سرپرستوں کی اجازت کے بغیر عقد نکاح کو عورتوں کے سپرد کر دینا ان اغراض و مقاصد کے حصول میں خلل ڈالنے کا باعث ہے، کیونکہ عورتیں طبعی طور پر دوسروں سے جلد متاثر ہو کر دھوکا کھا جاتی ہیں، لہٰذا وہ اس معاملے میں کم علمی و بے خبری کے باعث جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے شخص کو بطور شوہر اختیار کر لیں گی جو ان کی معاشرتی اور عائلی زندگی کو اچھے اور معروف طریقے سے گزارنے کے قابل نہیں ہو گا۔[58] مزید یہ کہ عورت کی طرف سے حیاداری اور نکاح کا ذکر نہ کرنا ایک پسندیدہ، معاشرتی، اخلاقی رویہ ہونے کے ساتھ ساتھ اہل عزت و مروت کی صفات عالیہ میں سے بھی ہے۔[59] یہ سب کچھ صرف اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ عقد نکاح کا معاملہ عورت کے دائرہ اختیار میں نہ ہو۔ امام شافعی نے عقد نکاح کا مفہوم و معنی، ذمہ داری اور مقصد کے لحاظ سے تجزیہ کیا ہے تاکہ عقد نکاح کی درستی کے لیے ولی کی شرط کے وجوب کی دلیل کو مستنبط کیا جائے، ان کا کہنا ہے کہ عورتوں کا از خود اپنا نکاح کرنا ایک ایسا ضرر رساں کام ہے جس سے اس عقد کی اصل حکم اور ثمرات سب کو نقصان پہنچتا ہے، وہ ایسے کہ[60] عقد کو اس لیے (نقصان پہنچتا ہے) کہ ایک لحاظ سے نکاح غلامی اور قید ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے: (عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس عوان ہیں)۔[61] عوان کا معنی: قیدی ہے، وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، اور قیدی بنانا گویا ضرر پہنچانا ہے۔[62] یا اس کا معنی: قیدی کی طرح ہیں۔[63] رہا اس کا حکم یعنی اس کا ثابت شدہ اثر تو وہ ایک طرح کی ملکیت ہے، چنانچہ خاوند عورت سے جماع کے ذریعے شرم گاہ کا منافع حاصل کرنے اور طلاق کے ذریعے ان کو ختم کرنے کا مالک بن جاتا ہے۔ اسی طرح گھر سے باہر نکلنے اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے پر رکاوٹ اور دوسری شادی کرنے سے روکنے کا حق دار ہو جاتا ہے۔ جہاں تک اس کے نتیجے اور ثمرے کا تعلق ہے تو وہ ہے زبردستی ہم بستری کرنا اور بلاشبہ یہ ایک ایذا رسانی کا عمل ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ اگر وہ ظاہری اور باطنی مصالح کو حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے تو ایسی صورت میں وہ مصلحت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس میں پائے جانے والے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ان تمام امور کا ادراک کامل رائے کے بغیر نہیں ہو سکتا اور چونکہ عورت میں مادری جذبے کی شدت کی وجہ سے اس کی رائے ناقص ہوتی ہے۔ لہٰذا عورت کا خود نکاح کرنا سراسر نقصان

ہے تو اسے اس نقصان سے بچانے کی غرض سے یہ لازم ہے کہ عقد نکاح کا اختیار سر پرستوں کے پاس ہو تا کہ یہ ایک نفع بخش عقد بن سکے۔[64]

حنفیہ کے دلائل

حنفیہ نے عقد نکاح میں ولایت کی شرط نہ ہونے پر کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور عقل سے استدلال کیا ہے:

کتاب اللہ سے دلائل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ[65] (پھر اگر دوبارہ طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار طلاق دے دی تو وہ عورت پر اس کے لیے حلال نہ ہو گی، الا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ[66] (جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو ان کو اپنے پہلے شوہروں کے ساتھ جب وہ آپس میں جائز طور پر راضی ہو جائیں نکاح کرنے سے مت روکو)۔

وجہ استدلال: ان دونوں آیات اور اسی طرح کی دیگر آیات میں نکاح کی نسبت ولی کی بجائے عورت کی طرف ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ عقد نکاح میں ولی شرط نہیں، بلکہ سر پرستوں کو عضل (جو نکاح سے منع کرنے کا نام ہے) واضح کرتا ہے کہ اس میں ولی کا کوئی حق نہیں اور اس معاملے میں عورت خود صاحب اختیار ہے، چنانچہ جب وہ کسی سے برضا و رغبت اپنے لیے نکاح کر لے تو یہ جائز ہے۔[67]

اس استدلال کا جواب: اس استدلال کا جمہور کی طرف سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ کہنا صحیح نہیں؛ کیونکہ آپ (حنفیہ) کے نزدیک لفظ نکاح کا حقیقی معنی مباشرت کرنا ہے، لہٰذا آپ کے نزدیک اس جگہ نکاح سے مراد عقد نکاح نہیں ہونا چاہیے، خصوصاً پہلی آیت میں، پھر یہ کہ آیت میں نکاح کی نسبت عورت کی طرف اس اعتبار سے ہوتی ہے کہ وہ محل عقد ہے، چنانچہ اس کی رضامندی ضروری ہے، لیکن ولی کی شرط کے ساتھ اور عضل سے ممانعت کا معاملہ تو ولی کے اشتراط کو اور بھی لازمی بناتا ہے، کیونکہ اگر عورت کا نکاح خود کرنا جائز ہوتا تو ولی کو عورت کے نکاح میں رکاوٹ بننے سے ممانعت کا کوئی مطلب نہیں بنتا؛ کیونکہ منع اس کو کیا جاسکتا ہے جو اس ممنوع کام کو کر سکتا ہو اور جو اپنے معاملے میں خود مختار ہو، اسے یہ نہیں کہا جاتا کہ کسی دوسرے نے اس کو اس کے کام سے روک دیا ہے۔[68]

سنت سے دلائل: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ثیبہ عورت اپنے نکاح کے معاملے میں ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔[69] ایک روایت میں آیا ہے کہ ثیبہ کے معاملے میں ولی کو کوئی حق حاصل نہیں۔"[70]

وجہ استدلال: حدیث نے ثیبہ (شوہر دیدہ عورت) کے لیے اپنے نفس کے حق کو ثابت کر دیا، اور اس کا حق ولی کے حق سے مقدم ہے، بلکہ دوسری روایت نے ولی کا حق ساقط کر دیا ہے، اور یہ واضح دلیل ہے کہ عورت کو اپنے عقد نکاح کا اختیار حاصل ہے، اور یہ کہ ولی کا ہونا شرط نہیں۔[71]

اس استدلال کا جواب

اس حدیث سے استدلال پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حدیث میں لفظ اَحق میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں جو عورت کو مستقل طور پر عقد نکاح کا اختیار دیتی ہو، بلکہ یہ لفظ اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ ولی کو اس عورت کا نکاح کرانے میں عورت کے ساتھ حق حاصل ہے، ہاں عورت کا حق زیادہ ہے، لہذا دونوں کے حق کا ایک ساتھ ہونا اور دونوں کی رضامندی کا ہونا ضروری ہے۔[72]

عقلی دلیل

نیز عورت جب خود اپنا نکاح کرتی ہے تو وہ اپنے خالص حق میں تصرف کرتی ہے اور عاقلہ، بالغہ اور آزاد ہونے کی وجہ سے اس کی وہ اہل بھی ہے، لہذا ولی کے بغیر جب وہ اپنا حق استعمال کرے تو یہ بھی صحیح ہونا چاہیے۔[73]

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا اس کا خالص حق نہیں بلکہ یہ ایسا حق ہے جو اس کے اور اس کے ولی کے درمیان مشترک ہے، ہاں عورت کا حق اختیار میں زیادہ ہے، لیکن عقد نکاح میں ولی کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کا تعلق خاندان کی شرافت و عزت سے ہے اور اس لیے بھی کہ عورت کا خود اپنا نکاح کرنا مروت کے خلاف ہے۔[74] پھر یہ بھی ہے کہ ولی کی شرط سے عورت کے حق اور اہلیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ بعض اوقات کسی شخص کے بظاہر کسی کام کے اہل ہونے کے باوجود کسی مانع (رکاوٹ) کی وجہ سے اسے تصرف کا اختیار نہیں رہتا، جیسا کہ ایک غلام کو عاقل و بالغ ہونے کے باوجود بہت سے تصرفات سے روک دیا جاتا ہے۔

راجح قول اور وجہ ترجیح

اس تمام بحث میں جمہور کا قول راجح ہے، جو عقد نکاح میں ولایت کی شرط کے قائل ہیں، کیونکہ ان کے دلائل قوی اور واضح ہیں، اس طرح امت مسلمہ کے اسلاف کا عمل بھی اسی پر رہا ہے، کیونکہ مسلمانوں کے مختلف ادوار میں مسلم معاشروں میں عام رواج و دستور یہی چلا آرہا ہے کہ عورتوں کے نکاح کا معاملہ ان کے مرد اولیا کے ہاتھوں ہی انجام پاتا رہا ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی کا کہنا ہے: اس باب میں اہل علم کے ہاں حضور ﷺ کی حدیث: "لا نكاح إلا بولي" پر ہی عمل رہا ہے، جن میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابو طالب، حضرت عبد اللہ بن عباس، اور حضرت ابو ہریرہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر اکابر صحابہ شامل ہیں اور تابعین سے بھی یہی مروی ہے کہ وہ کبھی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے منعقد نہ ہونے کے قائل ہیں، ان میں سعید بن مسیب، حسن بصری، شریح، ابراہیم نخعی اور عمر بن عبد العزیز رحمہم اللہ تعالی شامل ہیں، اسی طرح سفیان ثوری، اوزاعی، مالک، عبد اللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ تعالی بھی اسی کے قائل ہیں۔[75] بیہقی کا کہنا ہے کہ "مدینہ منورہ کے تابعین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ عورت نہ اپنا عقد نکاح کر سکتی ہے اور نہ کسی دوسری عورت کا۔"[76] ابن عربی تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے کب کسی ایسی عورت کو دیکھا جس نے اپنا عقد نکاح خود کیا ہو، مزید بر آں یہ کہ ایسے نکاح کی "نکاح بغایا" کے ساتھ مشابہت بھی ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس کا قول ہے: وہ عورتیں "بغایا" ہیں جو اپنا نکاح اولیا کے بغیر خود کرتی ہیں۔[77] اور عورت کے نکاح کے اندر ولی کی شرط قرار دینے میں بہت سی برائیوں کا سد باب ہے بالخصوص اس زمانے میں جس میں نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔

عدالتی نکاح اور قوانین

کیس سٹڈی کی فہرست-عدالتی فیصلے اور نظیریں

Criminal Appeal No 3/11981	محمد امتیاز بنام سرکار
K.L.R 1997. Shariat cases 121)	حافظ عبد الوحید بنام محمد ارشد
D1997Lahore301P.L.	حافظ عبد الوحید بنام عاصمہ جہانگیر
PLD1999 LAHORE479	عرفانہ تسنیم بنام اسٹیشن ہاؤس آفیسر ودیگر
P.L.D2004 Supreme Court 219	حافظ عبد الوحید بنام عاصمہ جہانگیر
P.L.D1980 Lahore 386	صغریٰ بی بی بنام سٹیٹ
P.L. D1992S.C595	حاکم علی بنام سٹیٹ
P.C.R 1985 LJ 10644	محمد یعقوب بنام سٹیٹ اینڈ تھری
P.L.D 1981F.S.C120	غلام محمد الیاس گھمن بنام سٹیٹ
P.L.D 1984F.S.C93	محمد رمضان بنام سٹیٹ
C120P.L.D1981, S,	مسماۃ فرشتہ بنام فیڈریشن
P.L. D1994S.C607	ڈاکٹر محمود الرحمن فیصل بنام گورنمنٹ آف پاکستان
S.C.M.R 1970 SC437	مون کلی بنام سید صفدر حسین شاہ

قرآن کریم کی وہ آیات جن سے ولی کی ولایت ثابت ہوتی ہے۔

مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَآءِ ۔[78]

مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

یہاں النساء کا معنی بالغ عورت ہے تو مرد بالغ پر بھی نگران ہیں۔ النساء نابالغہ بچی کو نہیں کہتے۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۔[79]

نکاح کی گرہ مردوں کے ہاتھ میں ہے۔

الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۔[80]

(اگر عورت خود مختار ہوتی تو آیت یوں ہوتی. التی بیدھا عقدۃ النکاح)

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰي يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ

[81] اے مرد حضرات عورتوں کو آپ نکاح کر کے دینے کا ارادہ نہ کرو یہاں تک کہ ان تک عدت پوری نہ ہو جائے۔

غلام باندیاں تمام بغیر شوہر کے عورتوں کا نکاح کر کے دینے کا فریضہ ولی ادا کریں۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَاۗىِٕكُمْ ۭ[82]

مرد اپنی پسندیدہ عورتوں سے نکاح کریں۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ -[83]

اے مردو اپنی ماؤں نانیوں اور دادیوں سے نکاح نہ کرو

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ-[84]

خاندان سے چھپ کر نکاح مت کرو۔

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا-[85]

عورتوں سے نکاح کا وعدہ چھپ کر نہ کرو۔

وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ-[86]

عورتیں چپ کر یاری نہ لگائیں۔

وَّلَا مُتَّخِذِ ي اَخْدَانٍ-[87]

مرد چھپ کر یاری نہ لگائیں۔

اے مردوں رشتہ طلب کرو تم مہر ادا کر کے۔

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ-[88]

مگر یہ کہ کہو بات معروف (یعنی اگر نکاح کا ارادہ ہو تو ہم کو بتانا)

اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا-[89]

(یعنی عورت کے ولی سے دستور کے مطابق رشتہ طلب کرو)

نکاح کرو عورتوں سے ان کے خاندان کی اجازت لے کر۔

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ-[90]

اگر خود نہ لکھ سکیں تو چاہیے کہ ان کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوائے۔

فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ-[91]

حضرت شعیب علیہ السلام نے بطور ولی اپنی بیٹی کا مہر بھی خود مقرر کیا اور نکاح بھی خود کیا۔

قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَـتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰـنِيَ حِجَجٍ-[92]

مرد اپنے خاندان پر بااختیار نگران اور ثالث ہوتے ہیں۔

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا-[93]

بے شک اللہ تعالی حکم فرماتے ہیں کہ تم امانتوں کو ان لوگوں کے حوالے کرو جو اس امانت کے اہل ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا-[94]

(کُم سے مراد ولی امانت سے مراد لڑکی اور اھل سے مراد کفو ہے۔)

بے شک میرا بیٹا میرا خاندان ہے۔ (اگر بیٹا خاندان ہے تو بیٹی بھی خاندان ہے۔)

اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ-[95]

بیٹے ہماری کشتی میں بیٹھ جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ۔[96]

اپنے اہل خانہ کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ نماز کا حکم بالغوں کے لیے ہے۔ نگران کا حکم اہل خانہ پر نافذ ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ۔[97]

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ۔[98]

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ۔[99]

بالغ اولاد کو نصیحت کرنے کا مطلب ہے کہ وہ خود مختار نہیں۔

اپنے آپ کو اور اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ۔ (اس حکم میں بالغ نابالغ دونوں شامل ہیں۔)

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔[100]

اور منہ موڑ لیتے ہو تم یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنے میں۔

وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ۔[101]

اے ولیو! مسلمان خواتین کا نکاح مشرکین سے نہ کرنا جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔[102]

یتیم عورتوں کو آزماتے رہو اس وقت تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ۔[103]

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نکاح نہ کرے۔

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا۔[104]

عزیز مصر کی بیوی بولی ادھر آؤ حضرت یوسف علیہ السلام بولے خدا کی پناہ۔ (اگر عورت خود مختار ہوتی تو حضرت یوسف علیہ السلام پناہ نہ مانگتے۔)

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللهِ۔[105]

اچھے کاموں میں نبی کی نافرمانی نہ کرنا۔ (عورت کا خود نکاح کرنا نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہے)

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ۔[106]

جب مرد عورتوں کو طلاق دیں تو پھر ان عورتوں کو اپنے سابق خاوندوں کی طرف رجوع کرنے میں نہ روکیں۔

(یہ حکم صرف سابق خاوندوں سے نہ روکنے کا ہے نہ کہ ہر مرد سے کیونکہ ہر مرد عورت کا خاوند نہیں ہوتا۔ اور یہاں لفظ ازواجھن عبارۃ النص ہے۔)

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ۔[107]

مردوں کو اختیار ہے کہ وہ عورت کی جگہ عورتوں سے نکاح کر لیں۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ۔[108]

اے مردو جب تم نکاح کرو مہاجر مومن عورتوں سے تو ان کے ایمان کا پتہ کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ۔[109]

جوان اولاد بھی اپنے کندھے والدین کے لیے جھکائے، اُف نہ کرے اطاعت کرے اور نیکی کرے، باادب رہے۔
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔[110]

وہ اولاد جس نے والدین کو اف کہا۔ اور والدین نے کہا تم تباہ ہو جاؤ۔ یہ گفتگو جوان اور بالغ اولاد کی ہے۔ چھوٹے نابالغ بچے تو دعا بد دعا کو نہیں سمجھ سکتے۔ لہذا بالغ اولاد خود مختار نہیں۔ بلکہ والدین کی بات کی اطاعت کرے۔
وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ۔[111]

اولاد کو والدہ نے تکلیف سے اٹھایا اور تکلیف سے جنم دیا۔ جب وہ جوان ہوا چالیس سال کو پہنچا تو پھر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور والدین کا شکر ادا کیا۔[112]
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا۔

کورٹ میرج کا مسئلہ کنواری خاتون کا ہے مطلقہ یا بیوہ کا نہیں

جو فقہاء کورٹ میرج کے جواز کے قائل ہیں وہ بھی اپنے دلائل قرآن کریم کی ان چار آیات سے دیتے ہیں۔ ان چار آیات میں سے دو آیات مطلقہ خاتون کے بارے میں ہیں اور دوسری دو آیات بیوہ خاتون کے بارے میں ہیں۔ جبکہ کورٹ میرج کا مسئلہ کنواری خاتون کا ہے۔ کنواری خاتون کا حکم ان چار آیات میں نہیں ملتا۔ ثیبہ کے حکم میں کنواری کو بھی شامل کرنا ثیبہ اور باکرہ کے فرق کو مٹاتا ہے جبکہ قرآن حکیم نے اس فرق کو باقی رکھا ہے۔ یہ آیات بھی بطور ثبوت پیش خدمت ہیں "فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔[113]"اور جب تم عورتوں کو طلاق دیدو اور ان کی عدّت پوری ہونے کو آجائے، تو یا بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کردو۔ محض ستانے کی خاطر انہیں نہ روکے رکھنا کہ یہ زیادتی ہوگی اور جو ایسا کرے گا، وہ درحقیقت وہ اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کی آیات کا کھیل نہ بناؤ۔ بھول نہ جاؤ کہ اللہ نے کس نعمت عظمیٰ سے تمہیں سرفراز کیا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ جو کتاب اور حکمت اس نے تم پر نازل کی ہے، اس کا احترام ملحوظ رکھو۔ اللہ سے ڈرو اور خوب جان لو کہ اللہ کو ہر بات کی خبر ہے۔"وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔[114]" جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ عدّت پوری کرلیں، تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں، جب کہ وہ معروف طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا، اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ تمہارے لیے شائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے کہ اس سے باز رہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔[115]"تم میں سے جو لوگ مر جائیں، ان کے پیچھے اگر ان کی بیویاں زندہ ہوں، تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے، دس دن روکے رکھیں۔ پھر جب ان کی عدّت پوری ہو جائے، تو انہیں اختیار ہے، اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے جو چاہیں، کریں۔ تم پر اس کی کوئی ذمے داری نہیں۔ اللہ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے۔"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا بۨ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔[116] "تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں، ان کو چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں یہ وصیّت کر جائیں کہ ایک سال تک ان کو نان و نفقہ دیا جائے اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں۔ پھر اگر وہ خود نکل جائیں، تو اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے وہ جو کچھ بھی کریں، اس کی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے، اللہ سب پر غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے۔"

خلاصہ بحث

اس بحث میں ہم نے دیگر مثلا امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے مؤقف کا ذکر کیا ہے جو بغیر ولی کے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگردوں نے بھی امام صاحب کی اس بات پر اتفاق نہیں کیا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست ہے خود امام ابو حنیفہ کی رائے میں بھی دو آراء سامنے آئی ہیں ایک یہ کہ اگر بغیر اجازت ولی کے نکاح ہو جائے تو وہ نکاح کفو میں ہو ورنہ یہ کہا امام اعظم کی رائے میں بھی نہ ہوا۔ امام اعظم کی اس رائے کو امام حسن بن زید نے نقل کیا ہے۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ امام اعظم اپنے مؤقف میں بالکل اکیلے ہیں دوسری طرف دلائل زیادہ وزنی ہیں۔

Refrences

1Ar-Rad- 13:38.
2 Abu-al-ala Syed Maodudi, Parda (Lahore, Islamic Publications, 1989), 12.
3Al-Baqarah 2:187.
4 Aburehman Alberuni Ktāb al-Hind (Karachi, education press, 1986), 203.
5Mujahid-ul-Islam Molana, Islam ka Aeli qawanin (daril-nadwa India) 32
6Molana Abu al-Hasanat Al-Qasmi, Nikha aur Islam (Karachi : Bait-ul-Qalam 2006) 10
7Molana Muhammad Zafar Iqbal, Jawaher-ul-Hadith (Lahore: Idara Islamyat , 2012), 98.
8Taj-ul-uroos, 20:515.
9Al-Isfahānī, al-Mufradat, 535.
10Al-Mukhtasar-al-Qadoori 137.
11Ibn-e-Hammam, Fath al-Qadeer, 3:157.
12Kanaz-ul-daqaiq Nasfi 518.
13Madarik-al-tanzeel 2:502.
14An-Nisa 4:35.
15Hood 11:45.
16Tāha 20:29.
17Tāha 20:132.
18An-Nisa 4:58.
19Al-Baqarah 2:282.
20Nasai Ahmad Tirmadi, Ibn-e-Habbab, kitab-ul-riqaq (Idara Nashar-ul-Quran karachi) 14
21Mutta Imam Malik, bab nikah al-abad.
22Mutta Imam Muhammad bab-ul-nikah.
23Sahih Muslim, kitab-al-sadaqa.
24Ibn-e-rushd bidait-ul-mujtahid, 4:214.
25Ishaq sherazi , al-Muhazzab, 2:38.

[26]Al-kāfī 3:323,324.
[27]Al-Mahalli 9:25.
[28]Al-Jam′ al-Ahkam-al-Quran, 3:72.
[29]Al-ashraf-al-mazhab-al-ulma 4:33.
[30]Kitab-al-kafi fi fiqh al-Madina 2:527.
[31]Imam Shafi, Kitab-ul-Um 5:13.
[32]Al-Mughni ibn-e-Qudama 2:339.
[33]Al-Kāsāni, badaʿ al-sanāiʿ 3:364,365.
[34]Al-hadaya 3:246.
[35]Al-Noor 24:2.
[36]Al-Jam′ al-Ahkam-al-Quran, 2:239.
[37]Al-Baqarah 2:221.
[38]Fath al-Bāri 9:90.
[39]Al-Jam′ al-Ahkam-al-Quran, 3:72.
[40]Al-Fiqh al-Islami, 4:217.
[41]Ibn Rushd, bidaia al-Mujtahid 4:217.
[42]Masnad Ahmad, 6: 47.
[43]Sanʿāni, subul al-Salām, 3:258.
[44]Al-Baqarah 2:232
[45]Sahih Bukhari, Kitab-al-nikah, 5130.
[46]Al-Jam′ al-Ahkam-al-Quran, 3:158
[47]Fath al-Qadeer 3:28.
[48]Shafi Kitab-ul-Umm 5:12
[49]Masnad Ahmad 4:1944
[50]Kasaf-ul-Qanah 7:2402
[51]Al-fiqh al-Ialami 701
[52]Masnad Ahmad 6:173
[53]Sunan Ibn-e-Maja, kitab-al-nikah,1879.
[54]Khitabi, mualim-al-sunan 2:566.
[55]Baihaqi, al-Sunnan al-kubra, 7:111.
[56]Baihaqi, al-Sunnan al-kubra, 7:111.
[57]Al-Ashraf ala Mazhab al-Ulama, 4:33.
[58]Bidaiya al-mujtahid 4:222.
[59]Ibn Qudddama ,Al-Mughni, 6:450.
[60]Kitab al-Um, 5:12
[61]Masnad Ahmad 5:73.
[62]Sunnan Tirmadi, Kitab-un-nikah, 1163.
[63]Khutba al-wedah اتقوا النساء هن عوان لکم
[64]Baday-al-sanay, 2:247.
[65]Al-Baqarah 2:230.
[66]Al-Baqarah 2:232.
[67]Abu-Bakar Jassās, Ahkam-ul-Quran 1:400.
[68]Ibn al-Arabi, Ahkam-ul-Quran 11:198.
[69]Sahih Muslim, Kitab al-nikah, bab estizan al sayab, 558
[70]Sunan abu Dawood, kitab-un-nikah, bab al-sayab, 2100
[71]Fathh al-Qadeer 3:250.
[72]Al-Jamʿ li Ahkam-ul-Quran,3:73.

[73]Al-Murghinani, Al-Hidaya ,3:247.
[74]Al-Mughni, 6:450.
[75]Sunnan Tirmadi, kitab-un-nikah, 1102.
[76]Baihaqi, Sunan al-Kubra, 7:113.
[77]Ahkam-ul-QuranJassās, 3:1472.
[78]Al-Nisa 4:34.
[79]Al-Baqarah 2:228.
[80]Al-Baqarah 2:237.
[81]Al-Baqarah 2:235.
[82]Al-Noor 24:32.
[83]Al-Nisa 4:3.
[84]Al-Nisa 4:22.
[85]Al-Baqarah 2:35.
[86]Al-Nisa 4:25.
[87]Al-Midah 5:5.
[88]Al-Nisa 4:24.
[89]Al-Baqarah 2:235.
[90]Al-Nisa 4:25.
[91]Al-Baqarah 2:282.
[92]Al-Qases 28:27.
[93]Al-Nisa 4:35.
[94]Al-Nisa 4:58.
[95]Hood 11:45.
[96]Hood 11:42.
[97]Taha 20:132.
[98]Luqman 31:17.
[99]Luqman 31:13
[100]Al-Tahreem 66:6.
[101]Al-Nisa 4:127.
[102]Al-Baqarah 2:221.
[103]Al-Nisa 4:6.
[104]Al-Ahzab 33:53.
[105]Yousaf 12:23.
[106]Al-Mumtahina 60:12.
[107]Al-Baqarah 2:232.
[108]Al-Nisa 4:20.
[109]Al-Mumtahina 60:10.
[110]Bani Israeel 17:23.
[111]Al-Ahkaf 46:17.
[112]Al-Ahkaf 46:15.
[113]Al-Baqarah 2:230.
[114]Al-Baqarah 2:232.
[115]Al-Baqarah 2:234.
[116]Al-Baqarah 2:240.